روزنامہ

FD-10 (ٹیلی فون نمبر 047-6213029)

الفضل

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

جمعہ 22-اپریل 2011ء 17جمادی الاوّل 1432 ہجری 22 شہادت 1390 ہش جلد 61-96 نمبر 91

فرشتوں کی صفیں

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ہمیں دیگر قوموں پر تین لحاظ سے فضیلت دی گئی ہے۔

ہماری صفوں کو فرشتوں کی صفیں قرار دیا گیا ہے۔ ہمارے لئے ساری زمین کو مسجد ٹھہرایا گیا ہے اور اگر پانی نہ ملے تو اس کی مٹی ہمارے لئے پاک ٹھہرائی گئی ہے اور مجھے سورۃ البقرہ کی آخری آیات عطا کی گئی ہیں جو عرش کے نیچے ایک عظیم خزانہ ہیں۔

(مسند احمد۔ حدیث نمبر 22167)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

دل بایار دست بکار رہے؛ اگرچہ یہ بات بہت نازک ہے مگر یہی سچا انقطاع ہے جس کی مومن کو ضرورت ہے وقت پر خدا تعالیٰ کی طرف ایسا آجاوے کہ گویا وہ ان سے کوراہی تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسینؓ صاحب نے ایک دفعہ سوال کیا کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ ہاں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس پر بڑا تعجب کیا اور کہا کہ ایک دل میں دو محبتیں کس طرح جمع ہوسکتی ہیں۔ پھر حضرت امام حسین علیہ السلام نے کہا کہ وقت مقابلہ پر آپ کس سے محبت کریں گے۔ فرمایا اللہ سے۔ غرض انقطاع ان کے دلوں میں مخفی ہوتا ہے اور وقت پر ان کی محبت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے رہ جاتی ہے۔ مولوی عبداللطیف صاحب نے عجیب نمونہ انقطاع کا دکھلایا۔ جب انہیں گرفتار کرنے آئے تو لوگوں نے کہا کہ آپ گھر سے ہو آویں۔ آپ نے فرمایا کہ میرا ان سے کیا تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ سے میرا تعلق ہے سو اس کا حکم آن پہنچا ہے۔ میں جاتا ہوں۔ ہر چیز کی اصلیت امتحان کے وقت ظاہر ہوتی ہے۔ اصحاب رسول اللہ سب کچھ رکھتے تھے۔ زن و فرزند اور اموال و اقارب سب کچھ ان کے موجود تھے۔ عزتیں اور کاروبار بھی رکھتے تھے' مگر انہوں نے اس طرح شہادت کو قبول کیا کہ گویا شیریں پھل انہیں میسر آ گیا- وہ اللہ تعالیٰ کے لئے موت کو پسند کرتے۔ ایک طرف تعہد حقوق عیال و اطفال میں کمال دکھایا اور دوسری طرف ایسا انقطاع کہ گویا وہ بالکل کورے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے لئے موت کو پسند کرتے کبھی نامردی نہ دکھاتے بلکہ آگے ہی قدم رکھتے۔ ایسی محبت سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جان دیتے تھے کہ بیوی بچوں کو بلا جیسی سمجھتے تھے۔ اگر بیوی بچے مزاحم ہوں تو ان کو دشمن سمجھتے تھے اور یہی معنے انقطاع کے ہیں۔ آج کل کے رہبانوں کی طرح نہیں کہ بالکل بیوی بچے سے تعلق چھوڑ دے اور سارے جہان سے ایک طرف ہو جائے۔ آسمان پر رہبانیت کے انقطاع کی کچھ قدر نہیں۔ صوفی منقطعین بھی نمونے دکھاتے رہے ہیں کہ بازن و فرزند اور باخدا رہے ہیں۔ پھر جب وقت آیا تو زن و فرزند کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف ہو گئے۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف منقطع ہوتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حال دیکھئے کیا انقطاع کا نمونہ ان سے ظاہر ہوا۔ جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ضائع کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ضائع نہیں کرتا اور اس کا نشان دنیا سے معدوم نہیں کرتا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ایسا اخلاص ظاہر کریں اور اس قدر کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے۔ دوست دوست سے راضی نہیں ہوسکتا جب تک اس کے لئے وفاداری ظاہر اور ثابت نہ ہو۔ کسی کے دو خدمت گار ہوں۔ ایک وفادار اور مخلص ثابت ہو اور اپنے فرائض کو نہ رسم و رواج اور دباؤ سے بلکہ پوری محبت اور اخلاص سے ادا کرے اور دوسرا ایسا ہو جو بے دلی اور رسمی طور پر کچھ کام کرے تو ان میں سے مالک اسی پہلے پر راضی ہوگا اور اسی کی باتوں کو سنے گا اور اسی پر اعتبار کرے گا اور وفاداری کو پیار کرے گا۔

فیج اعوج کے زمانہ میں تعصب بڑھ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (۔) ان لوگوں کو یہ خیال نہیں کہ ان کے تعصب نے ان کو خدا تعالیٰ سے بالکل دور کر دیا ہے۔ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ جس قدر ہم لوگ ہیں وہ سب نہ ہوں گے۔ رسمی نمازوں سے خدا تعالیٰ راضی نہیں ہوتا۔ دنیا کے دوست بھی صرف الفاظ سے نہیں بنتے۔ اخلاص کی ضرورت ہوتی ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم ص 44)

امداد طلباء کے لئے

طلبہ اور والدین متوجہ ہوں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابتدائی کلاسز کے رزلٹس نکل چکے ہیں۔ ایسے وقت میں جبکہ بچے پاس ہو کر نئی کلاسز میں جا رہے ہیں تو مستحق طلبہ کے لئے فیسوں اور کتب کے لئے رقوم کی اشد ضرورت ہے ایسے وقت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی سامنے رکھنے کے قابل ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''طلباء کی امداد کا ایک فنڈ ہے تعلیم بہت مہنگی ہو چکی ہے اگر طلبہ اور والدین بچوں کے پاس ہونے کے موقع پر اس مد میں بھی رقم دیں تو کئی مستحق طلبہ کی مدد ہو سکتی ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 26/اکتوبر 2007ء)

بچوں اور والدین سے درخواست ہے کہ وہ اس کار خیر میں حصہ لیں اور امداد طلباء کی مد میں بھی رقم ادا کریں۔

(نگران امداد طلباء نظارت تعلیم)

ضرورت کمپیوٹر پروفیشنل

مجلس انصاراللہ پاکستان کو اپنے دفاتر کے کاموں کو کمپیوٹرائز کرنے کیلئے ایک کمپیوٹر پروفیشنل کی ضرورت ہے جس کی تعلیمی قابلیت کمپیوٹر سائنس یا متعلقہ فیلڈ میں BS یا M.Sc ہونی چاہئے۔ اپنی درخواستیں مع مکمل کوائف اور تصدیق مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ پاکستان کے نام لکھ کر دفتر انصاراللہ پاکستان میں 30/اپریل 2011ء تک بھجوادیں۔

(قائد عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان)

مشعل راہ

دعاؤں کے بغیر ہمارا گزارا نہیں ہوسکتا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 28 نومبر 2003ء میں رمضان المبارک کے بعد بھی دعاؤں پر زور دینے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

رمضان اپنی بے شمار برکتیں لے کر آیا اور جن کو اس سے حقیقی معنوں میں فائدہ اٹھانے کی توفیق ملی یعنی راتوں کو اٹھ کر نوافل ادا کرنے کی، فجر کی نماز کے بعد اکثر جگہوں پر حدیث کے درس کا انتظام تھا، اس درس کو سننے کی توفیق ملی۔ (۔) میں پانچ وقت کوشش کر کے نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے آنے کی توفیق ملی۔ درس قرآن کریم اور پھر رات کو تراویح کی نماز ادا کرنے کی توفیق ملی۔ اس کے علاوہ خود بھی ایک دو یا تین قرآن کریم کے دور مکمل کرنے کی توفیق ملی اور پھر روزے رکھنے کی بھی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔ تو آپ میں ایسے وہ لوگ جنہوں نے یہ سب اہتمام کیا اس رمضان میں، انہوں نے یقیناً محسوس کیا ہوگا کہ رمضان آیا اور انتہائی تیزی سے اپنی برکتیں چھوڑتا ہوا چلا گیا۔ عبادتوں کے لطف دوبالا ہوئے۔ خطوط سے پتہ چلتا ہے، مختلف لوگ خط لکھتے رہتے ہیں کہ بہت سوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کا، اپنی ہستی کا یقین دلایا۔ اللہ کرے کہ یہ برکتیں اب ہم سمیٹے رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے محض اور محض اپنے فضل سے نہ کہ ہماری کسی خوبی کی وجہ سے اپنی برکتوں سے ہمیں اپنے برتن بھرنے کی توفیق دی ہے اب ہماری کسی لاپرواہی کی وجہ سے، ہماری کسی کمزوری کی وجہ سے یا ہمارے کسی تکبر کی وجہ سے ہمارے یہ برتن خالی نہ ہو جائیں۔ گزشتہ چند خطبوں سے دعاؤں کی طرف، عبادات کی طرف میں توجہ دلا رہا ہوں۔ اب کسی کو خیال آ سکتا ہے کہ رمضان تھا اور اس مناسبت سے عبادات اور دعاؤں کے اس مضمون کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت تھی۔ اب کوئی اور مضمون شروع کرنا چاہئے۔ لیکن یہ مضمون دعاؤں کا مضمون ایک ایسا مضمون ہے کہ ہم احمدیوں کا اس کے بغیر گزارہ ہی نہیں۔ اس لئے آج پھر میں احباب جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ جس طرح رمضان میں اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کر ہم سب نے مل کر آہ وزاری کی ہے اسی طرح اب بھی اسی ذوق اور اسی شوق کے ساتھ اس کے حضور جھکے رہیں، اور ہمیشہ جھکے رہیں۔ اس کا فضل اور رحم مانگتے ہوئے، ہمیشہ اس کی طرف جھکیں اور اس زمانہ کا حضرت مسیح موعود کو ماننے والوں کا ہتھیار ہی یہ ہے کہ اس کے بغیر ہمارا گزارا ہو ہی نہیں سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر تلوار اٹھانے کی اجازت ملی تو اس وجہ سے تھی کہ آپؐ کے خلاف تلوار اٹھائی گئی تھی۔ لیکن اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ کو صرف دعا ہی کا ہتھیار دیا ہے.........اب اس زمانہ میں اگر فتح ملتی ہے، (۔) کا غلبہ ہونا ہے تو دلائل کے ساتھ ساتھ صرف دعا سے ہی یہ سب کچھ ملنا ہے۔ اور یہ وہ ہتھیار ہے جو اس زمانہ میں سوائے جماعت احمدیہ کے نہ کسی مذہب کے پاس ہے، نہ کسی فرقے کے پاس ہے۔ پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود کے ذریعہ سے وہ ہتھیار دے دیا جو کسی اور کے پاس اس وقت نہیں۔ پس جب یہ ایک ہتھیار ہے اور واحد ہتھیار ہے جو کسی اور کے پاس ہے ہی نہیں تو پھر ہم اپنے غلبہ کے دن دیکھنے کے لئے کس طرح اس کو کم اہمیت دے سکتے ہیں، کس طرح دعاؤں کی طرف کم توجہ دی جاسکتی ہے۔ ہم ان لامذہبوں کی طرح نہیں ہیں، یہ تو نہیں کہہ سکتے ہم کہ دعاؤں سے بھی کبھی دنیا فتح کی گئی ہے، کبھی ہونٹ ہلانے سے بھی فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں، بلکہ ہمارا جواب یہی ہونا چاہئے کہ ہاں جب ہونٹ اللہ کا نام لینے کے لئے ہلائے جائیں، جب دل کی آواز ہونٹوں کے ذریعہ سے باہر نکلے اور اللہ سے مدد مانگی جارہی ہو تو نہ صرف عام فوائد دینی و دنیاوی حاصل ہوتے ہیں بلکہ ایسے لوگوں سے ٹکرانے والے، ایسے اللہ والوں کو تنگ کرنے والے چاہے وہ لوگ ہوں یا حکومتیں ہوں وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتی ہیں، پاش پاش ہوجاتی ہیں۔

(روزنامہ الفضل 16 مارچ 2004ء)

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت

عالم روحانی کے لعل و جواہر نمبر 614

آسمانی ادارۂ خلافت کے پروانوں کا پیمان وفا

مندرجہ ذیل ولولہ انگیز اشعار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اس مشہور عالم عارفانہ کلام سے منتخب کئے گئے ہیں جس کا انگریزی میں منظوم ترجمہ مدتوں سے مغربی دنیا میں گونج رہا ہے اور جو 7/اکتوبر 1920ء کو مدرسہ احمدیہ و تعلیم الاسلام قادیان کے ایک مشترکہ اجلاس میں حضور پُرنور کی موجودگی میں تحریک ردشدھی کے پُرجوش اور معروف خادم حضرت ماسٹر محمد شفیع اسلم صاحب نے نہایت خوش الحانی اور پُرکیف انداز میں سنائی جس نے سامعین میں ایک وجد کی کیفیت طاری کردی۔

(اخبار الحکم 7/اکتوبر والفضل 11/اکتوبر 1920ء)

نَونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے
پر ہے یہ شرط کہ ضائع مِرا پیغام نہ ہو
چاہتا ہوں کہ کروں چند نصائح تم کو
تاکہ پھر بعد میں مجھ پر کوئی الزام نہ ہو
جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑیگا سب بار
سُستیاں ترک کرو طالب آرام نہ ہو
خدمتِ دین کو اِک فضلِ الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالب انعام نہ ہو
عادت ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں
دل میں ہو عشق صنم لب پہ مگر نام نہ ہو
عقل کو دین پہ حاکم نہ بناؤ ہرگز
یہ تو خود اندھی ہے گر نیّرِ الہام نہ ہو
دشمنی ہو نہ محبان محمدؐ سے تمہیں
جو معاند ہیں تمہیں ان سے کوئی کام نہ ہو
امن کے ساتھ رہو فتنوں میں حصہ مت لو
باعث فکر و پریشانی حکام نہ ہو
اپنی اس عمر کو اک نعمت عظمیٰ سمجھو
بعد میں تاکہ تمہیں شکوۂ ایام نہ ہو
تم نے دُنیا بھی جو کی فتح تو کچھ بھی نہ کیا
نفس وحشی و جفاکیش اگر رام نہ ہو
کام مشکل ہے بہت منزل مقصود ہے دور
اے مَرے اھلِ وفا سُست کبھی گام نہ ہو
حشر کے روز نہ کرنا ہمیں رُسوا و خراب
پیارو آموختہ درس وفا خام نہ ہو
ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

درد و سوز میں ڈوبے ہوئے ان الفاظ نے ہمیشہ ایوان خلافت کے چاکروں کو تڑپا کے رکھ دیا ہے اور ان کو سنتے ہی اشکبار آنکھوں میں رقت کے دریا بہہ جاتے اور طوفان ابھر آتے ہیں۔

سندھ کے معروف شاعر جناب ارشاد احمد شکیب ایم اے سابق امیر جماعت احمدیہ جیکب آباد آغوش احمدیت میں آنے سے پہلے جماعت اسلامی کے نہایت معزز رکن تھے احمدیت کا پیغام انہیں مری میں چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ بی اے ایل ایل بیت سابق امام بیت الفضل لندن کے ذریعہ ملا اور انہی کے مشورہ پر وہ ربوہ میں اپنے سوالات کے جواب کے لئے مجھ ناچیز کے پاس پہنچے اور تسلی بخش جوابات پانے کے بعد 13/اگست 1960ء کو امام الزماں اور خلافت احمدیہ سے وابستہ ہوگئے اور تادم واپسیں پوری قوت و شوکت سے قلمی جہاد میں سرگرم رہے ع

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

شمع احمدیت کے اس پروانہ کو احمدیت میں آنے کے بعد سیدنا مصلح موعود کے عرفان سے لبریز کلام میں سب سے بڑھ کر جس نے متاثر کیا وہ یہی نظم تھی جس پر آپ نے عالم بے تابی میں اپنے قلبی واردات کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کو چند شعروں میں بند کر دیا جو ایک طرف سہل ممتنع کی ایک لاجواب مثال ہیں اور دوسری طرف دنیائے احمدیت کے کروڑوں عشاق خلافت اور نونہالان احمدیت کے باطنی جذبات کی موثر طور پر عکاسی اور ترجمانی کر رہے ہیں۔ اب گلستان احمد کے اس عندلیب خوش نوا کا نغمہ سنئے۔

(زیرِ عنوان ’’پیمان وفا‘‘)

ضائع ہم آپ کا پیغام نہ ہونے دیں گے
سرنگوں پرچمِ (قرآن) نہ ہونے دیں گے
دام ہمرنگ زمین لاکھ بچھائے باطل
طائر دل کو تہہ دام نہ ہونے دیں گے
اپنے اعمال کی تقویٰ پہ بنا رکھیں گے
دعوتِ فسق کبھی عام نہ ہونے دیں گے
بڑھتے جائیں گے سوئے منزل مقصود مدام
راہ میں سست کبھی کام نہ ہونے دیں گے
خدمت دین کے عوض نفس کو اپنے ہرگز
ہم کبھی طالب انعام نہ ہونے دیں گے
آپ کے فیض سے چمکا ہے جو مہر انور
ہم اُسے زیبِ رخ شام نہ ہونے دیں گے
لاکھ طوفاں اٹھیں ظلم کے لیکن دل کو
ناشکیب آپ کے خدام نہ ہونے دیں گے
آپ سے عہد جو باندھا ہے تو انشاء اللہ
اس کی رسوائی سرعام نہ ہونے دیں گے

(’’شعرائے احمدیت‘‘ صفحہ 490-491 تالیف شاعر احمدیت جناب سید سلیم شاہجہانپوری۔ اشاعت دسمبر 2007ء

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

امی جان محترمہ حلیمہ بیگم صاحبہ کی انسان دوستی

مکرمہ صفیہ بشیر سامی صاحبہ

امی جان حلیمہ بیگم صاحبہ مرحومہ (اہلیہ شیخ محمد حسن صاحب مرحوم) جو نہایت ہی رحیم، حلیم، مشفق، دعا گو بزرگ ہستی تھیں۔ جو رات کے وقت ہر کروٹ پر کلمہ اور درود کا ورد کرتیں اور دن بھر ان کی زبان کلام محمود یا درثمین کی نظموں سے تر رہتی۔ ایسی ہستی کی خوبیوں کا احاطہ کرنا اتنا آسان نہیں ہے ان کی زندگی پر تو جتنا بھی لکھا جائے کم ہے۔ مگر آج میں صرف ان کی رشتے داروں اور اپنے اردگرد کے کچھ لوگوں سے ان کے حسن سلوک پر ہی لکھوں گی۔

امی جان بہت تقویٰ شعار اور خدا سے بے حد پیار کرنے والی بے حد صابر شاکر کبھی کسی کا برا نہ چاہنے والی پیاری ہستی تھیں ہر ایک سے محبت کرنے والی اور جس سے ایک دفعہ تعلق ہو جائے اس کو ہمیشہ نبھانے والی۔ ان کا ایک خاص وصف خدا تعالیٰ پر بہت توکل تھا۔

ان کی شادی جس گھر میں ہوئی وہاں احمدیت کا پودا لگ تو چکا تھا مگر ابھی بہت کمزور تھا۔ کہتے ہیں کہ میری دادی جان نے لندن بیت الذکر کے لئے اپنے کانوں کی بالیاں چندے میں دے دی تھیں اور جب حضرت مصلح موعود لدھیانہ کے سٹیشن سے گزرے تو میری دادی جان نے میرے ابا جان کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر ان کی زیارت کروائی لیکن ان کی بیعت کا کوئی حوالہ نہیں ہے۔ میری دادی جان کی وفات جب ہوئی تو ابا جان اور ان کے سب بہن بھائی بہت چھوٹے چھوٹے تھے۔ ان کے گھر کا شیرازہ بکھر گیا اور میرے دادا اور ایک تایا جی جو احمدی تھے ان کے علاوہ سب نے اپنی اپنی راہ لی۔ جب میرے ابا جان نے احمدیت قبول کی تو میری امی جان کے ساتھ ان کی شادی ہوئی۔ امی جان ایک بہت ہی مخلص رفیق (میاں فضل محمد صاحب ہرسیاں والے) کی بیٹی اور مربیان کی بہن تھیں۔ ان کی شادی سے اس کمزور پودے کی آبیاری شروع ہوگئی اور امی کے رشتے داروں کے ساتھ نیک سلوک کے جوہر کھل کر سامنے آنے شروع ہو گئے۔ گو کہ گھر کا پورا ماحول احمدیت کا سخت مخالف تھا مگر امی جان کے حسن سلوک نے سب کے دل جیت لئے میری امی اس گھر کی مشیر ہو گئیں، احمدی اور غیر احمدی سب امی کی عزت کرتے اور راہنمائی حاصل کرتے۔

ابا جان کی ایک پھوپھی حاجن تھیں جن کے گھر میں بہت عزت کی جاتی تھی اور وہ احرار کے لیڈر عطاء اللہ شاہ بخاری کی بہن بنی ہوئی تھیں، وہ میری امی کی شدید مخالفت کرتی تھیں بلکہ میری امی کو سختی سے منع تھا کہ جب وہ گھر ملنے کو آئیں تو حلیمہ میرے سامنے نہ آئے (میری امی کا نام حلیمہ تھا) مگر میری امی ان کو ہمیشہ گھونگٹ نکال کر سلام کرنے آ جاتیں۔ کیونکہ ان کو زندگی میں یہ ہی سبق ملا تھا کہ ''گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو۔''

ہر ایک کی مدد کرنا ان کا شیوہ تھا، کسی کا دکھ یا تکلیف ان کی برداشت سے باہر تھا کسی کی کوئی ضرورت ہو اور میری امی کے علم میں آ جائے تو اس کو پورا کرنا اپنا فرض سمجھتی تھیں۔ ابھی ان کی شادی کو تین چار سال ہی گزرے تھے کہ میرے ایک چچا نے افریقہ جانا تھا اور رقم کی اشد ضرورت تھی، جس کے لئے میرے چچا بہت پریشان تھے جب کہ میرے ایک تایا اور چچا پہلے سے ہی افریقہ میں موجود تھے جیسے ہی میری امی کو علم ہوا تو انہوں نے اپنا سارا زیور بیچ کر ان کی مشکل حل کر دی، میرے چچا نے بھی بھابی کی اس نیکی کو ہمیشہ یاد رکھا اور اپنے بچوں کو اس طرح کی نیکی کرنے کی تاکید کرتے رہے۔

امی اپنے نام کی طرح دل کی بھی حلیم تھیں، جب ہم ربوہ میں چھوٹے سے ایک کمرہ کے گھر میں رہتے تھے ساتھ میں ایک چھوٹا کچن تھا۔ اس گھر میں ہم پانچ بہن بھائی اور امی سمیت چھ افراد کا کنبہ رہتا تھا۔ میری ممانی کی بہن کی دو بیٹیاں جو سیالکوٹ سے ربوہ تعلیم کی غرض سے آئی ہوئی تھیں ان کو رہائش کی بہت مشکل تھی۔ ان دونوں بہنوں کو اپنے گھر لے آئیں۔ اب میں ان دونوں بہنوں کے تاثرات لکھتی ہوں۔

وہ کہتی ہیں ہم دونوں بہنیں ربوہ میں اپنی بڑی بہن کے پاس جو کہ درویش کی بیوی تھیں، پڑھنے کے لئے سیالکوٹ سے آئیں۔ وہ کہتی ہیں میں ساتویں جماعت میں اور دوسری چھوٹی بہن چھٹی جماعت میں تھی۔ جب میری آپا قادیان واپس چلی گئیں تو ہمارے لئے رہائش کا مسئلہ درپیش ہوا، کوئی بڑا نہیں تھا جس کے پاس ہم رہتے۔ ہماری خالہ کے بچے آپ کی امی کے بھائی کے بچے تھے ان کی پھوپھی لگتی تھی اور ہم نے بھی پھوپھی کہنا شروع کر دیا وہ ہمارے ساتھ بہت محبت کرتیں اور ہمیں اپنے بچوں کی طرح ہی سمجھتی تھیں۔ جب ان کو یہ علم ہوا کہ ہماری بہن کے قادیان جانے کے بعد ہمیں رہائش کی مشکل ہے، تو پھوپھی جان ہمیں اپنے گھر لے گئیں۔ پھوپھا جان یا اور کوئی مرد تو گھر میں تھا نہیں پھر ہم دونوں بہنیں ان کے گھر چلی گئیں، پھوپھی جان نے ہمارا ہر طرح سے خیال رکھا، اور ہمیں خوش رکھنے کی کوشش کی کہ ان کو ہمیشہ یہ احساس تھا کہ ان کی ماں ان کے پاس نہیں ہے، ہماری ہر خوشی کا خیال رکھا، جب ہم سکول جاتے تو پہلے ہمیں ناشتہ دیتیں بعد میں اپنے بچوں کو دیتیں، وہ بہت حساس ہمدرد پیار کرنے والی خاتون تھیں۔ ہم ان کا پیار اور خلوص کبھی نہیں بھول سکتے۔

امی بے حد ذہین و فہیم تھیں انسان کو دیکھ کر اس کی شناخت کر لیتیں علم دوست تھیں۔ میری ماموں زاد بہن کو شادی کے کچھ ہی عرصہ بعد چھ ماہ کی بچی کی ماں کو طلاق دے کر گھر بھیج دیا اور بچی کو خود رکھ لیا۔ جہاں یہ غمناک حادثہ میری کزن کے لئے پریشانی کا باعث تھا وہاں ساری فیملی بھی بہت دکھی تھی۔ میری کزن کا اکثر ہمارے گھر آنا ہوتا اور جب بھی وہ آتیں ہم سب اس کے دکھ سے بہت دکھی ہو جاتے، میری امی نے اس کا یہ حل نکالا کہ ان کی ہمت بڑھائی اور اپنی تعلیم مکمل کرنے کا مشورہ دیا ان دنوں دسویں کے داخلے جا رہے تھے اس کو داخلے کی تاکید کی، کیونکہ وہ مالی لحاظ سے بھی کمزور تھیں، ان کی انا کو بھی ٹھیس نہیں پہنچانا چاہتی تھیں امی نے کہا کہ تم اپنی بہن کو جس نے مڈل کا امتحان دینا تھا اس کو ٹیوشن پڑھانی شروع کر دو (یعنی میری بڑی بہن) اس طرح انہوں نے اپنی تعلیم مکمل کر لی وہ بہت خوش ہیں آج وہ کہتی ہیں کہ میں پھوپھی جان کی دعائیں اور نیکی کبھی نہیں بھول سکتی۔

ربوہ میں شروع شروع کے ایام کی بات ہے غربت ہم سب کے اردگرد تھی مگر پھر بھی جو احاطہ کے سامنے ہمارا ایک کمرے کا کچا سا گھر تھا (جو غالباً اس وقت کے لحاظ سے ڈیڑھ یا دو سو روپے میں خریدا تھا) چھوڑ کر اس سے نسبتاً بہتر گھر میں منتقل ہو گئے، اسی دوران میرے ایک ماموں گجرات سے اپنی نئی نویلی دلہن کو لے کر ربوہ پہنچ گئے۔ رہنے کو کوئی جگہ نہ تھی اور کوئی کام بھی نہ تھا وہی گھر میری امی جانے نے ان کو دیا انہوں نے وہاں دودھ وغیرہ کی دوکان کھول کر اپنی نئی زندگی کا آغاز کیا۔ میرے ماموں اور ممانی امی جان کے شکرگزار رہے ہیں کہ ہماری بڑی بہن ہمیشہ ہماری مشکل گھڑی میں کام آتی رہیں۔

امی جان لندن سے پاکستان ربوہ گئی ہوئی تھی کہ ان کو اپنے بھائی کی بیماری کا علم ہوا جو قادیان میں درویش تھے۔ (عبدالرحیم صاحب درویش) امی اپنے بھائی کی تیمارداری کے لئے قادیان چلی گئیں۔ امی کے ساتھ ان کا ایک بھتیجا اور بھتیجی بھی گئے تھے امی کچھ دن رہ کر واپس آ گئیں۔ امی کے آنے کے کچھ عرصہ بعد ماموں جان زیادہ بیمار ہو گئے اور گکڑ چیرٹی ہسپتال امرتسر میں داخل ہو گئے، اب پاکستان سے کوئی اور نہیں جا سکتا تھا کہ اتنی جلدی ویزے کی مشکل تھی میری امی کے پاس برٹش پاسپورٹ تھا میری امی دوبارہ اپنے بھائی کی تیمارداری کے لئے گکڑ چیرٹی ہسپتال امرتسر چلی گئیں۔

اس نامساعد دور میں بھی ہمارے گھر بجلی کا پنکھا لگا ہوا تھا اور ہمارے گھر میں چھوٹے بھائی کے علاوہ کوئی مرد نہیں تھا اس لئے محلے کی عورتوں کو ہمارے گھر آنے میں کوئی دشواری نہیں تھی۔ امی کھینچ کھینچ کر اپنی سہیلیوں کو بلاتیں کہ آؤ اور دوپہر پنکھے کے نیچے گزارو کبھی کبھی تو سہیلیاں آتیں اور جانے کا نام نہ لیتیں ہماری امی تو ثواب کما رہی ہوتیں۔ مگر کبھی کبھی میرا چھوٹا شرارتی بھائی امی کے کان کے پاس آ کر کہتا امی خالہ کب گھر جائیں گی۔ گھر میں فریج تھا اس میں پانی رکھتیں اور برف بنا بنا کر کوشش کرتیں کہ ہر ایک کو برف مل جائے۔ ہمارا گھر کالج روڈ پر جامعہ احمدیہ کے سامنے ہے جمعہ پر جاتے ہوئے بہت سارے لوگ ہمارے گھر کے آگے سے گزرتے گرمیوں میں خاص طور پر جمعہ والے دن پانی کا حمام برف ڈال کر باہر رکھ دیتیں تا کہ لوگ گرمی میں پانی پی سکیں لوگ پانی پیتے اور دعائیں دیتے ہوئے گزر جاتے۔

ہمسائیوں کے ساتھ تو ہمسائیوں والا سلوک ہی نہیں تھا۔ اپنوں سے بھی زیادہ پیار تھا۔ دونوں طرف والے ہی ایسے تھے جیسے ایک ہی گھر ہو ہمارے گھر کیا پکا ہے اور ساتھ والوں کو بھوک لگی ہو تو کوئی مشکل نہیں۔ جب جس کا دل چاہا دیوار پر اینٹ کھڑکھڑائی اور آواز آتی خالہ جی کیا پکایا ہے بہت بھوک لگی ہے اور خالہ جی تیار بیٹھی ہوتیں دینے کے لئے۔ کھانا پکانے سے پہلے ہی یہ سوچ کر کھانا بنتا تھا کہ ہمسایوں کا بھی اس کھانے میں حق ہے۔ ہمسائے ہمارے ہمسائے نہیں بلکہ ہم سب ایک کنبہ کی طرح رہتے تھے ہمارے سب دکھ سکھ ایک تھے۔ الحمدللہ۔ آج میں یہ پورے وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ مجھے نہیں یاد کہ کبھی کوئی امی کے پاس حاجت مند آیا ہو اور اس کی حاجت پوری نہ ہوئی ہو۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنا اپنا فرض سمجھتی تھیں۔

امی پیار وایثار کا دامن ہر وقت تھامیں رہتیں۔ ہماری ایک بہت ہی عمر رسیدہ ہمسائی جو آنکھوں کی بینائی سے محروم تھیں اپنے گھر والوں سے بہت دکھی رہتی تھیں اکثر اپنے گھر سے نکلتے ہی آواز دینا شروع کر دیتیں (بسم اللہ) امی کو وہ اس نام سے ہی پکارتی تھیں، گھر کے اندر آتے ہی ان کی فرمائشیں شروع ہو جاتیں، پہلے کھانا کھاتیں پھر ہم سب کے آگے اپنا سر کرتیں کہ بہت خارش ہو رہی ہے میرے بالوں کو صاف کرو غرض ان کی عمر کا لحاظ کرتے ہوئے وہ جو بھی کہتیں ہمیں کرنا ہوتا تھا۔ اور جاتے ہوئے جو وہ دعائیں دیتیں میری امی کو ہر کام کا صلہ مل جاتا۔

امی طاقتور جذبوں سے شکست نہ ماننے والی روح اور صبر سکون کا مجموعہ تھیں، حالات سے لڑنے کی بے پناہ توانائی تھی، بے حد حوصلہ تھا، وہ ہمیشہ نہایت پُرسکون نظر آتی تھیں۔ 1974ء میں جب

ہماری جماعت پر مشکل وقت آیا تو ربوہ کی نسبت باہر کی جماعتوں کو زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا زیادہ تر لوگ اپنے مرکز کی طرف رخ کر رہے تھے باقی لوگوں کی طرح چنیوٹ میرے سسرال والے بھی مشکلات میں گھر گئے اپنا تمام گھر بار کھلا چھوڑ چھاڑ کر ربوہ میں سیدھے امی کے گھر آ گئے۔ دس بارہ افراد کا کنبہ شروع شروع میں تو امی کا گھر ہی لنگر خانہ بنا رہا گھر میں کھانا پکایا جاتا تھا۔ مگر دو ماہ کا لمبا عرصہ رہنا پڑا تو کھانا گھر بھی بنتا اور کچھ کھانا لنگر خانہ سے لے کر آتے مگر امی نے ان کی رہائش اپنے گھر ہی رکھی۔

خوبصورت شخصیت کی مالکہ تھیں۔ میرے شوہر جب لندن آ گئے تو ان کے بعد دو سال مجھے پاکستان میں رہنا تھا، وہ دو سال کیسے گزرے میری امی اور میری بہنوں اور بھائی نے میرے بچوں کو باپ کی کمی محسوس نہیں ہونے دی، میرے بچوں اور میرے لئے وہ دن یادگار دن بن کے رہ گئے ہیں۔

اب میں ایک ایسا واقعہ لکھتی ہوں جو شاید ہی کسی کے ساتھ پیش آیا ہو۔ یہ ربوہ میں شروع شروع کا واقعہ ہے جب کہ ٹائلٹ میں نہ فلش سسٹم تھا اور نہ ہی کموڈ وغیرہ بنے ہوئے تھے۔ ٹوکری لے کر جمعدارنی آتی تھی اور گند وغیرہ اٹھا کر لے جاتی تھی۔ ہمارے ہاں بھی ایسے ہی تھا۔ ہماری جمعدارنی ماں بننے والی تھی ہماری امی جان کو علم تھا، ہم بچے یہ سب کچھ نہیں جانتے تھے، کیونکہ اس زمانہ میں بیٹیوں کے سامنے ایسی باتیں نہیں کی جاتی تھیں۔ مگر ہم دیکھتے تھے کہ ہماری امی جمعدارنی کا اتنا خیال کیوں رکھتی ہیں ہر اچھی چیز امی اس کے لئے پہلے نکال کر رکھتیں۔ آہستہ آہستہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ امی نے اس کو کہنا شروع کر دیا کہ اب تم نہ آیا کرو بلکہ اپنے شوہر کو بھیجا کرو مگر وہ خود ہی آتی رہی۔ ایک دن جب وہ بالکل آخری دنوں میں تھی وہ ٹوکری اٹھانے لگی۔ سنبھال نہ سکی ساری کی ساری ٹوکری اس کے اوپر گر گئی۔ وہ پوری کی پوری گند سے بھر گئی اس نے سارا کوڑا اکٹھا کیا اور امی جان نے اس کی مدد کی اور وہ یہ الفاظ کہتی رہی بی بی پیچھے ہو جاؤ آپ کو گند لگ جائے گا۔ امی جان نے اسی وقت میرے چھوٹے بھائی کو اس کے گھر بھیجا اور خود اس کو پانی سے نہلایا اور اپنے کپڑے نکال کر دیئے اور گرم گرم چائے بنا کر دی۔ جب تک اس کے گھر سے اس کو کوئی لینے نہیں آیا اس کو آرام کروایا وہ کہنے لگی بی بی اگر میں اور کسی کے گھر میں ہوتی تو نہ جانے میرے ساتھ کیا سلوک کرتے۔

انشاء اللہ ہمارے اللہ تعالیٰ کو امی کی یہ ادا بھی پسند آئے گی۔ وہ ہے امی جان کا بے شمار بچوں کو قرآن مجید پڑھانا، صبح شام دونوں وقت بچے پڑھنے کے لئے آتے تھے، بچوں کو اور پھر ان کے آگے بچوں کو بھی پڑھایا ان کا پڑھانے کا انداز بھی نرالا تھا بجائے ڈانٹ ڈپٹ کے ٹافیاں اور میٹھی گولیاں رکھی ہوتیں بچے شوق سے پڑھ کر جاتے۔

ابا جان کو قرآن مجید پڑھایا اپنے پوتے اور پوتیوں کو قرآن مجید پڑھاتے ہوئے ہمیشہ اپنی زندگی کے لئے دعا مانگتی تھیں کہ اللہ مجھے اتنی زندگی دے دے کہ میں اپنے بیٹے کے بچوں کو قرآن مجید پڑھا دوں۔ الحمدللہ ان کی یہ خواہش بھی اللہ نے پوری کی اور چاروں بچوں کو امی جان نے قرآن مجید پڑھایا۔

انتظار میں ہوتیں کہ کب ان کو حقوق اللہ یا حقوق العباد کی توفیق ملے۔ اگر امی رشتہ داروں اور دوسرے لوگوں سے احسن طریقہ سے پیش آتی تھیں تو وہ اپنے بچوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتی ہوں گی۔ ہمارے ابا جان ہمیشہ پاکستان سے باہر رہے۔ خدا تعالیٰ پر توکل اتنا۔ کبھی لوگوں کی کہی کہلائی باتوں پر یقین نہیں کرتی تھیں۔ ابا جان 17 سال افریقہ میں رہے کبھی سات سال بعد یا چھ سال بعد آتے۔ لوگ امی کو کہتے وہاں انہوں نے شادی کر لی ہو گی۔ مگر ہماری امی کی زبان پر کبھی شکوہ یا دل شکنی نہیں ہوئی امی ابا جان کا آپس میں پیار اور اعتماد کا رشتہ تھا جو ان کو کبھی کمزور نہیں ہونے دیتا تھا۔ وہی پیار اور اعتماد ہماری امی نے ہمیں سکھایا۔ ہمیشہ ہمارے اوپر اعتماد کیا اور بھروسہ کیا۔ ہماری پرورش میں ہماری امی نے انتھک محنت کی۔ بغیر کہے دل کی بات جان جاتیں دنیا بھر کی آسائشیں فراہم کرنے کی کوشش کرتیں۔ اپنی بیماری کا بھی خیال نہ کرتیں۔ اس زمانہ میں بھی باپ کی غیر موجودگی میں بچوں کو پالنا کوئی آسان بات نہیں تھی بچوں کی تربیت کا خیال ان کی پڑھائی اور باہر کی دنیا سے محفوظ رکھنا وغیرہ۔ بے جا روک ٹوک نہیں کرتی تھیں مگر دین کے معاملہ میں کبھی نرمی نہیں کرتی تھیں۔ نمازوں کی پابندی ناصرات یا لجنہ کے پروگراموں میں کبھی ناغہ نہیں ہونے دیتیں بلکہ ناصرات کے اجلاس تو ہوتے ہی ہمارے گھر تھے۔

میں امی کی کون کون سی بات یاد کروں وہ ہمارے لئے سب کچھ تھیں۔ ان کی دعائیں قدم قدم ہمارے ساتھ ہیں۔ جب ہم سب کی شادیاں ہو گئیں تو (22) سال بعد امی ابا جان کے پاس لندن آ گئیں۔ امی ابا جان نے ایک دوسرے کی بے حد عزت کی، خدمت کی، ایک دوسرے سے تعاون، محبت ہمدردی، احترام و تکریم اور ایثار کا ایک نمونہ بنے رہے یہ کہوں تو سچ ہو گا کہ ان کو دیکھ کر رشک آتا تھا ماشاء اللہ۔ دونوں کی زندگی بہت جفاکشی اور قربانیوں والی گزری ہے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں اللہ وہاں بھی دونوں کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا کرے ہمارے لئے جو کچھ بھی اس دنیا میں کیا ہے اللہ ان کو اجر عظیم عطا کرے۔ اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم ان سب باتوں پر عمل کرنے والے ہوں جو ہمیں وہ سکھا کر گئے ہیں۔ آمین

بنگلہ (Bangla) زبان میں ترجمہ قرآن مجید

مکرم نصیر احمد قمر صاحب

1969ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے بنگلہ زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل فرمائی تھی جس کے اراکین حسب ذیل تھے۔

محترم مولوی محمد صاحب (سابق امیر جماعت بنگلہ دیش)، محترم چوہدری مظفر الدین صاحب (ربوہ)، محترم مولانا عبدالعزیز صاحب صادق (مربی سلسلہ)

ترجمہ کے کام کا آغاز ہوا لیکن جلد ہی 1971ء کی جنگ کی وجہ سے سارا کام رُک گیا۔ بالآخر از سرنو یہ کام 1979ء سے شروع ہوا۔

بنیادی طور پر یہ ترجمہ حضرت ملک غلام فرید صاحب کے انگریزی ترجمہ و تفسیر سے لیا گیا ہے۔ مکرم مولوی محمد صاحب اور مکرم مولانا عبدالعزیز صادق صاحب نے متن کا ترجمہ کیا۔ اس سلسلہ میں مکرم چوہدری مظفر الدین صاحب سابق مدیر ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز نے بھی مدد کی۔ جبکہ تفسیری نوٹس کے ترجمہ کا کام مکرم مقبول احمد خان صاحب اور مکرم اے ٹی ایم حق صاحب نے سرانجام دیا۔ سورتوں کے تعارفی نوٹس کے ترجمہ کا کام مکرم پروفیسر امیر حسین صاحب نے کیا اور مکرم مقبول احمد خان صاحب نے انگریزی انڈیکس اور ببلیوگرافی کا بنگلہ میں ترجمہ کیا۔ عربی عبارت یعنی اصل متن کے ساتھ ترجمہ کو پھر سے ملا کر چیک کرنے کا کام مکرم مولانا احمد صادق محمود صاحب اور مکرم مولانا اعجاز احمد صاحب نے سرانجام دیا۔ بنگلہ ترجمہ اور تفسیری نوٹس کی نظر ثانی کا کام مکرم محمد خلیل الرحمان صاحب (سابق نائب امیر بنگلہ دیش) نے انجام دیا۔ مسودہ کی تیاری اور پروف ریڈنگ کا کام مکرم مولوی مطیع الرحمان صاحب اور مکرم مولانا عبدالعزیز صادق صاحب نے کیا۔ اس کے علاوہ مکرم محمد مصطفیٰ علی صاحب، مکرم الحاج ڈاکٹر عبدالصمد خان چوہدری صاحب، مکرم پروفیسر شاہ مستفیض الرحمٰن صاحب اور مکرم الحاج احمد توفیق چوہدری صاحب نے بھی مختلف حیثیتوں سے ترجمہ کے کام میں معاونت کی اور اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔

195X245/80 سائز کے 1443 صفحات پر مشتمل بنگلہ ترجمہ قرآن کریم کا پہلا ایڈیشن جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے سال میں جون 1989ء میں پہلی بار شائع ہوا اور تین ہزار کی تعداد میں اس کی طباعت Intercon Associates ڈھاکہ کے پریس میں ہوئی۔ اس پریس کے مالک ایک احمدی مکرم محمد تصدق حسین صاحب ہیں۔ انہوں نے ذاتی دلچسپی سے بڑی محبت اور اہتمام کے ساتھ طباعت کے مختلف مراحل کی نگرانی انجام دی۔ اس پہلے ایڈیشن کی طباعت کے تمام اخراجات مکرم محمد یامین صاحب آف بنگلہ دیش نے ادا کئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ترجمہ بہت مقبول ہوا۔ پہلے ایڈیشن کی طباعت کے بعد فروری 1992ء میں اسے اسی پریس سے ری پرنٹ بھی کیا گیا۔ اس ترجمہ میں نہایت اعلیٰ درجہ کی معیاری، علمی و ادبی بنگلہ زبان کو استعمال کیا گیا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ محسوس کیا گیا کہ آسان اور عام فہم بنگلہ زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ از سرنو کیا جائے تاکہ عوام الناس اس سے بہتر طور پر استفادہ کر سکیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی اجازت اور منظوری سے مجلس عاملہ بنگلہ دیش نے یہ ذمہ داری مکرم پروفیسر شاہ مستفیض الرحمٰن صاحب کو سونپی۔ انہوں نے بڑی محنت سے ترجمہ و تفسیر کو جدید، آسان اور عام فہم بنگلہ زبان میں ڈھالا اور یہ تمام کام 27/جون 2000ء کو مکمل کر کے جماعت کو پیش کر دیا۔ اس پر نظر ثانی کے لئے حسب ذیل افراد پر مشتمل سات رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی۔

(1) امیر جماعت احمدیہ بنگلہ دیش (چیئرمین کمیٹی) (2) مکرم مولانا احمد صادق محمود صاحب (مربی سلسلہ۔ممبر)۔ (3) مکرم الحاج مولانا صالح احمد صاحب (مربی سلسلہ۔ممبر)۔ (4) مکرم مولانا عبدالاول خان چوہدری صاحب (مربی سلسلہ۔ممبر) (5) مکرم پروفیسر میر مبشر علی صاحب (ممبر) (6) مکرم نذیر احمد بھوئیاں صاحب (ممبر) (7) مکرم الحاج محمد مطیع الرحمٰن صاحب (سیکرٹری)

نظر ثانی کے کام کے سلسلہ میں مرکز لندن سے راہنمائی حاصل کی گئی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی اس بارہ میں خصوصی ہدایات حاصل ہوئیں جن کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کے انگریزی ترجمہ قرآن میں جن آیات پر متبادل ترجمہ دیا ہے اور بعض آیات پر تشریحی نوٹس دیئے ہیں انہیں اپنایا گیا۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے اُردو ترجمہ قرآن سے سورتوں کے تعارف اور مضامین کا خلاصہ لیا گیا اور بنیادی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے اردو ترجمہ قرآن کو ہی اپنایا گیا۔ اگرچہ بعض سورتوں کے تعارف میں حضرت ملک غلام فرید صاحب کی One Volume Short Commentary سے بھی استفادہ کیا گیا۔ اسی طرح بعض آیات سے متعلق تشریحی نوٹس کے لئے تفسیر صغیر سے بھی مواد لیا گیا۔

(الفضل انٹرنیشنل 27/نومبر 2009ء)

مکرم ڈاکٹر محمود احمد عاطف صاحب

کنٹیکٹ لینز کی اقسام اور حفاظت

گزشتہ دہائی سے ترقی یافتہ ممالک میں کنٹیکٹ لینز (Contact Lens) کا استعمال بہتر نظر اور خوبصورتی کے لئے کافی بڑھ رہا ہے۔ بعض حالات میں مخصوص پیشہ ورانہ اور طبی ضرورتوں کے تحت عینک کے استعمال پر انہیں ترجیح دی جاتی ہے۔ ترقی پذیر ممالک میں بھی ایسا ہی ہے لیکن یہاں پر ان کے بارے میں مناسب معلومات اور ان کی حفاظت کے لئے خاطر خواہ تربیت نہ ہونے کی وجہ سے مختلف مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے ان کا استعمال محدود اور بعض حالات میں آنکھ کے لئے نقصان دہ ہو جاتا ہے جو آخر کار ان کے استعمال کو ترک کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

ان کی حفاظت کے بارے میں بات کرنے سے پہلے ان کی مختلف اقسام کے بارے میں مختصر تعارف پیش ہے۔

ہارڈ کنٹیکٹ لینز

(Hard Contact Lens)

یہ (Polymethy Methacrylate) PMMA نامی میٹیریل سے تیار ہوتے ہیں اور نسبتاً سخت اور مضبوط ہوتے ہیں۔ انہیں صاف کرنا آسان ہوتا ہے اور انہیں خشک اور تر یعنی Dry and Wet دونوں حالتوں میں رکھا جاسکتا ہے۔ ان کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ آنکھ کی پتلی کارنیا (Cornea) کو آکسیجن کی فراہمی میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کارنیا میں مختلف اقسام کی سوزش یا انفیکشن پیدا ہوسکتی ہے۔ ان پیچیدگیوں کی وجہ سے ان کا استعمال صرف مخصوص قسم کے حالات تک محدود ہے۔ آجکل صرف ایک فیصد لوگ ان کا استعمال کرتے ہیں۔

آکسیجن مہیا کرنے والے لینز

(RGP) Rigid Gas Permeable Lens

یہ بھی ہارڈ لینز کی ایک قسم ہے جو کہ آکسیجن کی کارنیا کو فراہمی میں رکاوٹ نہیں بنتے جس کی وجہ سے وہ مسائل جو آکسیجن کی کمی سے پیدا ہوں وہ بہت کم ہوتے ہیں۔

لیکن ان پر آنکھ میں پیدا شدہ اور باہر کے ماحول سے آئے ہوئے مختلف ذرات اور رطوبتوں کے Deposits پیدا ہو جاتے ہیں اس کے علاوہ ان پر رگڑ کی وجہ سے Scratches پیدا ہو جاتے ہیں اور یہ ٹوٹ جاتے ہیں۔ اب کچھ نئی اقسام جو Cellulose Acetate Butyrate (CAB) اور (Silicon) سے بنتی ہیں ان کی آکسیجن کی فراہمی مزید بہتر ہونے کی وجہ سے انہیں زیادہ دیر تک مسلسل استعمال (Extended Wear) کیا جاسکتا ہے۔ RGP تقریباً 20 فیصد لوگ استعمال کرتے ہیں۔

سافٹ کنٹیکٹ لینز

(Soft Contact Lens)

یہ ایک قسم کے پلاسٹک Hydroxymethyl Methacrylate (HEMA) یا اس سے ملتے جلتے میٹیریل سے بنتے ہیں جن میں پانی کو Retain کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے ان میں پانی کی مقدار 85-30 فیصد تک ہوسکتی ہے لیکن اس کے باوجود یہ اپنی شکل برقرار رکھتے ہیں۔ یہ سارا دن استعمال کے لئے ہوتے ہیں۔ ان کو رات کو سونے سے قبل اتارنا ضروری ہوتا ہے یہ نسبتاً بڑے سائز کے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے آنکھ میں Displace ہونے یا گر جانے کا خطرہ کم ہوتا ہے۔ آکسیجن کی فراہمی بھی ان لینز میں بڑا مسئلہ نہیں ہوتا لیکن ان کو Handle کرنا کافی مشکل ہے کیونکہ یہ بہت نازک ہوتے ہیں۔

زیادہ دیر تک مسلسل استعمال والے لینز

Extended Wear

ان لینز کے تیار کرنے والے ان کو 30 دن تک مسلسل استعمال کرنے کا کہتے ہیں لیکن اکثر ڈاکٹر صاحبان ان کو صرف 3 سے 6 روز تک استعمال کرنے کا مشورہ دیتے ہیں جس کے بعد ان کو اتار کر صاف کرنا اور ان کے مخصوص محلول میں رکھنا ضروری ہے ان کا سب سے بڑا فائدہ ان کا آسان استعمال یعنی Convinience ہے۔

ایک مرتبہ استعمال ہونے لینز

Disposable Lens

یہ بھی Soft لینز کی ہی ایک قسم ہے جو کہ صرف ایک ہی دفعہ استعمال کے لئے ہوتے ہیں۔ ان کو تقریباً ایک ہفتہ مسلسل استعمال کیا جاتا ہے اس کے بعد اتار دیا جاتا ہے اور آنکھ کو ایک رات لینز کے بغیر رکھا جاتا ہے جس کے بعد نئے لینز لگائے جاتے ہیں۔ ان کے استعمال سے صفائی وغیرہ کے مسائل نہیں ہوتے جس کی وجہ سے آنکھ میں Irritation، سرخی یا انفیکشن وغیرہ کا خطرہ کافی کم ہو جاتا ہے اور استعمال کئے لئے بہت Convinient ہو جاتے ہیں۔

ٹورک سافٹ لینز

Toric Soft Lens

یہ کارنیا کی ناہموار سطح کی وجہ سے پیدا شدہ نظر کی کمزوری جسے Astigmatism کہتے ہیں کے لئے خاص طور پر اس طرح سے لگائے جاتے ہیں کہ جس کی وجہ سے یہ کارنیا کی سطح پر ایک ہی جگہ قائم رہتے ہیں اور اس پر حرکت نہیں کرتے جو کہ دوسرے سافٹ لینز کے لئے بڑا مسئلہ ہے۔ یہ نسبتاً کافی مہنگے ہوتے ہیں۔

بائی فوکل لینز

Bifocal Lens

یہ لینز دور اور نزدیک دونوں قسم کی کمزور نظر کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ پہلے یہ لینز صرف ہارڈ قسم میں ہی دستیاب تھے لیکن اب سافٹ اقسام میں بھی موجود ہیں۔ یہ بنیادی طور پر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک قسم میں درمیانی حصہ دور کے لئے اور اس کے اردگرد کا حصہ قریب دیکھنے کے لئے استعمال ہوتا ہے جبکہ دوسرے ڈیزائن میں ایک کنارہ قریب کے لئے جبکہ دوسرا کنارہ دور کے لئے استعمال ہوتا ہے بالکل قریب اور دور کی نظر کے لئے بنائی گئی عینک کی طرح ان دونوں اقسام کا بڑا مسئلہ ان کو کارنیا کی سطح پر ایک جگہ فکس کرنا ہے کیونکہ ان کے آنکھ کی حرکت کے ساتھ متحرک ہونے سے نظر اور لینز کے زاویے (Axis) کی نسبت (Relation) تبدیل ہو جاتی ہے جس کے باعث نظر میں فرق آسکتا ہے۔ یہ لینز بھی کافی مہنگے ہوتے ہیں۔

لینز کی حفاظت اور صفائی

چند اصولی ہدایات:۔

☆کسی بھی لینز کو چھونے سے قبل ہاتھوں کو ہمیشہ اچھی طرح سے صاف کریں۔

☆لینز کی حفاظت اور صفائی کے لئے تجویز کردہ محلول کو اس پر درج ہدایات کے مطابق استعمال کریں۔

☆عام طور پر لینز کو روزانہ کی بنیاد پر استعمال کریں سوائے ان کے جن کے بارے میں زیادہ دیر تک مسلسل استعمال کرنے کی اجازت ہو۔

☆ایک سروے کے مطابق 50 فیصد سے زیادہ زیر استعمال محلول جراثیم سے Contaminated ہوتے ہیں اس لئے صفائی وغیرہ کا خاص اہتمام کرنا ضروری ہے۔

ہارڈ لینز کی حفاظت اور صفائی کے طریقے

ہارڈ اور RGP لینز کے لئے عام طور پر ایک ہی طرح کی احتیاط کی جاتی ہے۔ ان کے لئے مختلف محلول استعمال ہوتے ہیں جن سے لینز کو صاف کرنا۔ اس کو تر رکھنا اور اس پر سے جراثیم کو صاف کرنے کا کام لیا جاتا ہے۔ ایک ہارڈ لینز کو آنکھ سے نکالنے کے بعد فوری طور پر خاص محلول (Surfactant Cleaner) سے صاف کیا جاتا ہے تاکہ اس پر آنکھ کی رطوبتوں اور ماحول کی گرد سے جمع ہونے والے گند (Debris) کو صاف کیا جائے کیونکہ ان کی وجہ سے نظر میں کمی کے ساتھ کارنیا کی Irritation کے مسائل بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد انہیں ایک رات کے لئے ایک محلول میں بھگو کر رکھا جاتا ہے جو کہ درج ذیل کام سرانجام دیتا ہے۔

☆لینز کی سطح کو تر رکھنا۔

☆لینز کی اندرونی نمی کو قائم رکھنا۔

☆لینز کو جراثیم سے پاک کرنا

☆لینز اور کارنیا کے درمیان رگڑ کو کم کرنا۔

ان لینز کے چند گھنٹے استعمال کے بعد آنکھوں میں خشکی محسوس ہوتی ہے جس کے لئے Rewetting محلول کے استعمال سے عارضی طور پر آرام محسوس ہوتا ہے۔

اکثر ماہرین ہفتے میں ایک بار RGP لینز کو (Enzyme Cleaner-Papain) سے صاف کرنا ضروری خیال کرتے ہیں کیونکہ اس سے خاص طور پر Protein Deposits کو اتارنے میں مدد ملتی ہے۔

سافٹ لینز کی صفائی اور حفاظت

سافٹ (Soft) لینز چونکہ

(Hydrophillic) ہوتے ہیں یعنی ان میں پانی کی مقدار کافی ہوتی ہے۔ اس لئے انہیں آنکھ سے اتارنے کے بعد خراب ہونے اور ٹوٹ پھوٹ سے بچانے کے لئے فوری طور پر اس خاص محلول میں رکھنا ضروری ہوتا ہے جو ان کے لئے ہی بنایا گیا ہوتا ہے۔ پہلے مرحلے میں انہیں مناسب طور پر صاف کرنا ضروری ہے جس کے لئے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ کر آرام سے محلول (Daily Surfactant) سے صاف کیا جاتا ہے تاکہ تازہ جمے ہوئی Debris صاف ہو جائیں اس کے بعد ہلکا سا مل کر (Rinse) صاف کرنا ہوتا ہے جس کے لئے مختلف (Rinsing SOL) موجود ہیں ان تمام میں (0.9% Saline) ہوتا ہے۔ ہفتہ وار Enzyme Cleaner کے استعمال سے پروٹین وغیرہ کو صاف کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اہم مرحلہ جراثیم کو صاف کرنے کا ہے جسے Disinfection کہتے ہیں اور اس کے لئے گرم (Thermal System) اور ٹھنڈا یعنی Chemical System استعمال کیا جاتا ہے۔

حفاظت کے لئے نئے محلول

کچھ عرصہ قبل تک جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے ہر مرحلے کے لئے مختلف محلول استعمال کیا جاتا تھا لیکن اب ایسے محلول بن چکے ہیں جنہیں Multi Purpose SOL کہا جاتا ہے یعنی ایک ہی محلول آنکھ کو تر رکھنے اس کو جراثیم سے پاک کرنے اور اس پر جمع شدہ مختلف Debris کو صاف کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ محلول بھی مختلف اقسام کے ہیں۔

ایک قسم کے محلول میں دوسرے اجزاء کے ساتھ ساتھ ایک Active Ingradient کے طور پر Hydranate ہوتا ہے جو کہ پروٹین کے ذرات کو روزانہ کی بنیاد پر جمع ہونے سے روکتے ہیں اور دوسرا Poloxamine or Dymed ہوتے ہیں جو کہ Lipids اور ماحول کی گرد سے جمع شدہ گرد وغیرہ کو جمنے نہیں دیتے۔ مزید یہ کہ کافی طویل عرصہ استعمال سے بھی عام طور پر ان کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

دوسری قسم کے محلول میں اصل اجزاء نمبر 1 Polyhexamethylen Biguand (PHMB) جو کہ جراثیم کش کے طور پر کام کرتا ہے۔ نمبر 2 Tyloxapol جو کہ لینز کو صاف کرنے اور تر رکھنے کا کام کرتا ہے اور نمبر 3 Tromethamine جو کہ لینز کی Ph کو قائم رکھنے کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔

بھائی ابراہیم چکی والے

مکرم ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب

ابھی کچھ دن پہلے میں ربوہ کے اپنے پڑوسیوں کا ذکر کسی سے کر رہا تھا کہ اب ربوہ میں دارالرحمت وسطی کی ہماری گلی بالکل خالی ہوگئی ہے۔ ہماری جان پہچان کے وہ بزرگ جو اس گلی کی پہچان تھے ایک ایک کرکے رخصت ہوگئے ہیں۔ کالج کی طرف سے ریلوے روڈ پر آتے ہوئے دارالرحمت وسطی اور شرقی کو جدا کرنے والی بڑی سڑک پر بائیں ہاتھ مڑیں تو دائیں ہاتھ کا پہلا مکان حضرت ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب کا تھا جس میں ان کے صاحبزادے سید محمد یونس صاحب اپنے ابا کے ساتھ رہتے تھے۔ شرقی طرف کا پہلا مکان سیٹھ محمد صدیق صاحب کلکتے والوں کا تھا جس میں ان کے صاحبزادے رہتے تھے جن کا نام مستحضر نہیں۔ حضرت ڈاکٹر غلام غوث صاحب کے مکان سے اگلا مکان جو ہماری گلی کا پہلا مکان تھا بھائی محمد ابراہیم چکی والے کا تھا اس میں وہ اپنے پورے بھرے پرے خاندان کے ساتھ رہتے تھے ان کے والد گرامی اور دیگر بہن بھائی بھی ان کے ساتھ تھے۔ ایک حصہ میں آٹا پیسنے کی چکی تھی جو محض ایک بڑے سے کمرے پر مشتمل تھی۔ ہمارا خیال ہے ان کی چکی ربوہ میں اس وقت آٹا پیسنے کی واحد چکی تھی کیونکہ ہم نے بڑی دور دور کے محلوں سے لوگوں کو وہاں آٹا پسوانے کے لئے آتے دیکھا تھا۔ شاید فیکٹری ایریا میں بھی ایک آدھ چکی بعد کو بن گئی تھی مگر بھائی ابراہیم کی ''چکی والے'' کی پہچان اب تک قائم رہی۔ آج انٹرنیٹ پر الفضل کھولا تو ان کی وفات کی خبر پڑھی۔ 31 جنوری 2011ء کو فوت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے لمبی عمر عطا فرمائی نوے سے اونچے ہوکر گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے۔ ان کے بیٹے وقار کو فون کیا تو ان کے گھر والوں نے بتایا کہ وقار تو ربوہ گیا ہوا ہے۔ چلو اچھا ہوا اسے ابا کی تدفین میں شامل ہونے کا موقعہ مل گیا۔ ان کی اولاد تو بہت چھوٹی تھی البتہ ان کا سب سے چھوٹا بھائی نذیر ہمارا ہم عمر اور کھیل کود کا ساتھی تھا۔ ان کے ابا بہت بزرگ آدمی تھے ہر وقت چکی پر بیٹھے ذکر الٰہی کرتے رہتے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحت منداور توانا تھے کام کاج کرتے رہتے تھے مگر ہم نے انہیں آٹا پسینے کا کام کرتے نہیں دیکھا یہ کام بھائی ابراہیم ہی کرتے تھے۔ ربوہ میں اس وقت بار برداری کا کوئی انتظام تو تھا نہیں اکثر لوگ سروں پر گندم کی پوٹلی یا توڑا اٹھائے آتے۔ گندم تلواتے اور بیت الذکر میں یا ادھر ادھر کے کسی متفرق کام کے لئے چلے جاتے۔ واپس آتے تو آٹا تیار ہوتا۔ اسی طرح سر پر رکھتے اور اپنی راہ لیتے۔ بھائی ابراہیم کی یہ بات ہمیں بہت اچھی لگتی تھی کہ بزرگوں کو انتظار نہیں کھنچواتے تھے۔ سب کام روک کر پہلے ان کی گندم پیستے اور حتی الوسع آس پاس کے لڑکے بالے کو بلاتے اور کہتے ان کا آٹا ان کے گھر تک پہنچا آؤ۔ ایک دو بار بھائی ابراہیم نے ایسی خدمت ہم سے بھی لی۔ وہ زمانہ ہی ایسا تھا کہ ہم لوگ لڑکپن میں ہونے کے باوجود بزرگوں کی خدمت کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ ان کا چھوٹا بھائی نذیر تو اس گھر میں رہتا تھا اسے رفقاء اور بزرگوں کی خدمت کا بہت موقع ملتا تھا۔ خدمت خلق کی یہ تربیت اطفال الاحمدیہ والے خاص طور سے ذہن نشین کرواتے تھے۔ بھائی ابراہیم نے ہمیں اپنی آنکھوں کے سامنے بڑھتے دیکھا تھا جب بھی آمنا سامنا ہوتا خیریت دریافت کرتے پھوپھاجی حضرت مولوی غلام نبی مصری اور اباجی کے نام سلام بھجواتے اور دعا کی درخواست کرتے۔ محلے کے لڑکوں پر ان کی نظر رہتی ذرا کسی کو بے وقت باہر دیکھتے تو ٹوکتے کہ بیٹا یہ وقت گھر سے باہر پھرنے کا نہیں تم اس وقت کیا کر رہے ہو؟ ان کی زبان میں مٹھاس تھی کبھی تلخی کا اظہار کرتے ہم نے نہیں دیکھا۔

ہم کالج میں پڑھانے پر مامور ہوئے تو ان کا احترام اور بڑھ گیا فرمایا کرتے تھے میرا بیٹا بھی بڑا ہوکر کالج میں پڑھے گا۔ بھائی نے تو پڑھ کر نہیں دیا مگر اس کے ہاتھ میں کئی ہنر تھے جامعہ نصرت کے بہت سے تکنیکی کاموں کا ذمہ اس نے اٹھایا ہوا تھا۔ ٹھیکیداری بھی کرتا تھا ہمارا ہم عمر ہے اس لئے اس سے ہماری بے تکلفی رہی۔ اب مدتوں سے ہمارا رابطہ نہیں مگر بچپن کے ساتھ یاد تو رہتے ہیں۔

ذکر خیر تو بھائی ابراہیم کا ہے ان کی یاد کے ساتھ اور ان کے خاندان کے ساتھ گلی والے سارے بزرگ یاد آ رہے ہیں۔ پیچھے مڑکر دیکھتا ہوں تو بزرگوں کی ایک کہکشاں دونوں طرف آباد تھی۔ بھائی ابراہیم کے ساتھ دوسرا مکان قریشی نذیر بھاگلپوری صاحب کا تھا جو عمر بھر حضرت صاحب کے ڈرائیور رہے ان کی بیٹی خالدہ سویڈن میں ہے اور ہماری بیٹیوں کی طرح ہماری خدمت پر مستعد رہی۔ ان کے مکان سے آگے ہماری بہن استانی ناصرہ تھیں ان کی بہن طاہرہ ہماری بیگم کی کلاس فیلو تھیں چھوٹی بہن بشریٰ ناہید تو ساری گلی کی لاڈلی بیٹی تھی اب امریکہ میں ہے اور ماشاءاللہ آل اولاد والی ہے۔ ماسٹر رشید زیروی مرحوم اور ان کے والد صاحب اگلے مکان میں تھے۔ ان سے اگلا مکان قادیان والے ابو الفضل محمود صاحب کا تھا ساتھ ان کے داماد مولانا رشید احمد چغتائی تھے۔ آگے قبلہ محترم شیخ محبوب عالم خالد صاحب تھے پھر پروفیسر منور شمیم خالد کا مکان تھا جہاں کسی زمانہ میں پہلے پہل، سامنے والی قطار میں حضرت مولوی محمد دین صاحب کے ساتھ مکان بنا کر جا بسنے والے بھائی منظور رہتے تھے۔ پھر ہمارے پھوپھا حضرت مولوی غلام نبی مصری کا مکان تھا ان کے ساتھ بھائی جان محمد احمد نعیم رہتے تھے پھر اباجی کا مکان تھا جس میں ہمارے تایا محمد خاں بھی ہمارے ساتھ ہی رہتے تھے۔ آگے پیر مظہر الحق صاحب تھے جن کے ساتھ ان کے صاحبزادے پیر مبارک احمد، مون جنرل سٹور والے تھے۔ آگے منشی محمد دین صاحب تھے جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے مختار عام تھے۔ ان کے صاحبزادے محمد شفیق قیصر تھے۔ پھر ٹھیکیدار شمس الدین صاحب کا مکان گلی کا دائیں جانب کا آخری مکان تھا۔ غلہ منڈی کی جانب سے گلی میں داخل ہوں تو قریشی محمد افضل صاحب اور ان کی اولاد کا مکان تھا۔ پھر حاجی محمد فاضل صاحب تھے۔ آگے ایک دو مکان چھوڑ کر ملک محمد اسحٰق صاحب تھے پھر حضرت مولوی محمد دین صاحب کا مکان تھا۔ بھائی منظور کے مکان سے آگے ناصر احمد صدیقی ہیں پھر ملک منور احمد مرحوم کا مکان تھا۔ پھر ہمارے قادیان کے ہمسائے اور درویش چچا عبدالرحیم دیانت کی اولاد آباد تھی۔ پھر نسیم سیفی صاحب تھے اور ان کے ابا مولوی عطا محمد صاحب۔ آگے پروفیسر محمد عثمان صدیقی صاحب تھے ان سے آگے آڈیٹر کے دفتر کے بھائی محمد یوسف تھے اور پھر بھائی منو تھے جو کسی ٹرانسپورٹ کمپنی میں کام کرتے تھے۔ اس قطار کے آخری مکان میں عزیزم پروفیسر مبارک احمد عابد اور ہماری بھانجی عزیزہ امۃ النور مدتوں رہتے رہے۔ اب پتہ نہیں کہ وہاں کون ہے؟ مکان تو اجڑتے بستے رہتے ہیں گلیوں کا اجڑنا اب ہمیں سمجھ میں آ رہا ہے۔ بھائی ابراہیم چکی والے اس گلی کے آخری بزرگ تھے وہ بھی گئے۔ ہمیں وثوق ہے کہ اب ہمارا اس گلی میں جانا ہو تو شاید ہی ہمارے اپنے بھانجوں بھتیجوں کے علاوہ کوئی اور ہمیں پہچاننے والا ہو۔ عربی کے مشہور شاعر امرء القیس نے شاید ایسے ہی کسی موقع پر کہا ہوگا۔

قفانبك من ذكرىٰ حبيب و منزل۔

جس طرح چراغ سے چراغ جلتا ہے بھائی ابراہیم کی یاد نے کتنے بزرگوں اور ان کی اولاد کی یادوں کے چراغ جلا دئے۔ اللہ تعالیٰ سب مرحومین پر اپنی رحمت کی چادر تان دے اور ان کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو اپنے بزرگوں کے نقوش قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرماتا چلا جائے۔ آمین

☆......☆......☆

اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا آجائے تو مجھے خوشی اس میں ہوگی کہ اس پر تیسرا دن چڑھنے سے پیشتر اللہ کی راہ میں اسے خرچ کر دوں اور ضرورت سے زائد ایک دینار بھی بچا کے نہ رکھوں اور سارا مال خدا کی راہ میں دل کھول کر یوں خرچ کردوں اور لٹا دوں۔ آپ ﷺ نے دائیں بائیں اور آگے پیچھے ہاتھوں کے اشارے کر کے بتایا پھر فرمایا کہ جو لوگ زیادہ مال دار ہیں قیامت کے دن وہ گھاٹے میں ہوں گے سوائے ان کے جو اس طرح دائیں بائیں آگے اور پیچھے خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں مگر ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ (صحیح بخاری)

احباب وخواتین سے دردمندانہ درخواست ہے کہ وہ اپنے صدقات/عطایاجات (صدر انجمن احمدیہ) دفتر خزانہ میں فضل عمر ہسپتال کی مد امداد نادار مریضان میں بھجوا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

درخواست دعا

مکرم طاہر مہدی صاحب مینیجر روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

مکرمہ کلثوم کوثر صاحبہ زوجہ مکرم عباس احمد باجوہ صاحب چک نمبر R-191/7 سالاروالا کے قریب حادثہ کے نتیجہ میں زخمی ہوگئی ہیں اور الاہیڈ ہسپتال فیصل آباد میں داخل ہیں۔ بازو، ٹانگ اور جبڑے کی ہڈی میں فریکچر ہوا ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھے اور شفاء کاملہ و عاجلہ سے نوازے۔ آمین

مکرم شیخ مسعود احمد صاحب کریم نگر فیصل آباد تحریر کرتے ہیں۔

میرے بیٹے مکرم وقاص مسعود صاحب کا فری میڈیکل کیمپ پر جاتے ہوئے یکم اپریل 2011ء کو موٹر سائیکل پر ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ اتفاق ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو محض اپنے فضل سے صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

مکرم سلیم احمد کاشف صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے والد محترم نذیر احمد صاحب اور والدہ محترمہ سلیمہ نذیر صاحبہ آف خانیوال بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے درخواست دعا ہے۔

مکرم مرزا تمیم احمد صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی والدہ محترمہ اہلیہ مکرم مرزا وسیم احمد صاحب سیکرٹری تحریک جدید ضلع خانیوال بیمار ہیں۔ احباب سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم سلیم احمد خان صاحب سیکرٹری اشاعت حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے والد محترم عبدالقدیر خاں صاحب کا اپنڈکس کا آپریشن ہوا ہے۔ اسی طرح ان کے چھوٹے بھائی بھی بیمار ہیں۔ احباب سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم مرزا منیر اللہ بیگ صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

حضرت ماسٹر چراغ محمد صاحب کی سیرت وسوانح

مکرم مزمل احمد ڈوگر صاحب طالب علم درجہ خامسہ، جامعہ احمدیہ لندن تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار اپنے دادا حضرت ماسٹر چراغ محمد صاحب آف کھارا (متصل قادیان) رفیق حضرت مسیح موعود کی سیرت اور سوانح پر مقالہ لکھ رہا ہے۔ خاکسار تمام قارئین کی خدمت میں درخواست کرتا ہے کہ اگر کسی دوست کے پاس حضرت ماسٹر صاحب کے متعلق کوئی معلومات، ذاتی واقعات یا کوئی تصویر ہو تو براہ مہربانی خاکسار سے رابطہ کریں۔

57 Gressenhall Road
SW 18 5QH London
TEL:+44(0)208 870 8736/
+44(0)208 542 9850
FAX: +44(0)208 417 0348
EMAIL:mdogar88@gmail.com

ملازمت کے مواقع

ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کراچی کو مینیجر فنانس، اسسٹنٹ مینیجر فنانس، اکاؤنٹنٹ، اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ، کلرک، مینیجر فوڈ اینڈ بیورجز، مینیجر آپریشنز لائف گارڈ، آفس سپرنٹنڈنٹ، آفس اسسٹنٹ اور ڈسپینسر وغیرہ درکار ہیں۔ 25/اپریل 2011ء تک درخواستیں بھجوائی جاسکتی ہیں۔

انٹرنیشنل فنڈڈ ہیلتھ پراجیکٹ کو پروگرام آفیسرز، ایم اینڈ ای سپیشلسٹ اور فنانس سپیشلسٹ درکار ہیں۔ 15 روز کے اندر اندر درخواستیں بھجوا سکتے ہیں۔

ایجوکیشن ڈیویلپمنٹ سینٹر میں مختلف ٹیکنیکل آسامیوں کے علاوہ ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ میں آسامیاں خالی ہیں۔

پنجاب میں سکلز ڈیویلپمنٹ فنڈ میں مختلف آسامیاں خالی ہیں۔

نوٹ:۔ تمام اشتہارات کی تفصیل کیلئے مورخہ 17/اپریل 2011ء کا انگریزی اخبار ڈان ملاحظہ فرمائیں۔ (نظارت صنعت وتجارت)

سانحہ ارتحال

مکرم مرزا اکرام احمد صاحب مغل سینٹری ربوہ لکھتے ہیں۔

خاکسار کے بھانجے مکرم چوہدری تنویر اسلم صاحب ولد مکرم چوہدری خورشید اسلم صاحب گردہ کی تکلیف کی وجہ سے مختصر علالت کے بعد مورخہ 11/اپریل 2011ء کو اسلام آباد میں وفات پاگئے۔ آپ کی نماز جنازہ مورخہ 12/اپریل کو صبح 10:30 بجے اسلام آباد میں مکرم احسان اللہ چیمہ صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی اور تدفین کے بعد مکرم منیر احمد فرخ صاحب امیر ضلع اسلام آباد نے دعا کروائی۔ آپ کے سوگواران میں بیوہ اور دو بیٹیاں ہیں احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

اردو ادیب۔ اشرف صبوحی

اشرف صبوحی، اردو کے صاحب طرز ادیب تھے۔ ان کا پورا نام سید ولی اشرف تھا لیکن صبوحی تخلص کی وجہ سے ادبی دنیا میں اشرف صبوحی کے نام سے مشہور تھے۔

11 مئی 1905ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ 1922ء میں اینگلو عربک ہائی سکول دہلی سے میٹرک کیا پھر پرائیویٹ طور پر ادیب فاضل، منشی فاضل، ایف اے اور بی اے کے امتحانات پنجاب یونیورسٹی سے پاس کئے۔

1929ء میں صبوحی صاحب نے محکمہ ڈاک و تار میں ملازمت اختیار کی۔ لیکن لکھنے پڑھنے کا شوق جاری رہا۔ 1930ء میں اپنے پھوپھا مولوی بشیرالدین کے مجموعہ کلام ''دیوان بشیر'' پر تقریظ لکھ کر ادبی دنیا میں قدم رکھا۔

ابتداء میں صبوحی صاحب بچوں کے رسالوں میں لکھا کرتے تھے۔ 1929ء میں ادبی رسائل میں بھی لکھنا شروع کیا۔ پھر 1930ء میں خود بھی ایک ادبی ماہانہ رسالہ جاری کیا۔ جس کا نام ''ارمغان'' تھا۔ یہ رسالہ کوئی دو سال جاری رہا۔

ارمغان میں اس عہد کے سبھی بڑے ادیب لکھا کرتے تھے۔ جن میں خواجہ حسن نظامی، ناصر نذیر، فراق دہلوی، بےخود دہلوی، شاہد احمد دہلوی، ایم اسلم، ملا رموزی اور شوکت تھانوی کے نام قابل ذکر ہیں۔

1937ء میں جب دہلی میں ریڈیو سٹیشن قائم ہوا تھا تو صبوحی صاحب نے وہاں بھی متعدد فیچر، کہانیاں اور ڈرامے لکھے۔ اسی زمانے میں صبوحی صاحب نے بچوں اور بڑوں سبھی کے لئے کئی کتابیں لکھیں۔ جن میں سے سب سے زیادہ شہرت ''دلی کی چند عجیب ہستیاں'' نے حاصل کی۔ یہ اردو میں خاکہ نگاری کی ایک منفرد کتاب ہے۔ اشرف صبوحی صاحب نے محکمہ ڈاک میں ملازمت اختیار کی۔ یہ سلسلہ قیام پاکستان کے بعد بھی جاری رہا۔

قیام پاکستان کے بعد صبوحی صاحب نے لاہور میں سکونت اختیار کی، ساتھ ہی تصنیف و تالیف کا شغل بھی جاری رکھا۔ محکمہ ڈاک سے ریٹائر ہوئے تو ہمدرد فاؤنڈیشن سے منسلک ہو گئے۔ جہاں ان کی وابستگی 1976ء تک جاری رہی۔

اشرف صبوحی صاحب اردو کے ان چند ادیبوں میں شامل تھے جنہیں صاحب اسلوب کہا جاسکتا ہے۔ خاکہ نگاری میں انہیں خاص ملکہ حاصل تھا۔ ان کی تحریر کا وصف دلی کے محاورے اور روزمرہ کا بےساختہ استعمال ہے۔

اشرف صبوحی نے متعدد کتابیں لکھیں اور ترجمہ کیں ان کے خاکوں کے مجموعہ جات میں ''دلی کی چند عجیب ہستیاں''، ''غبار کارواں'' اور ''جھروکے'' اور انگریزی زبان کے ادب پاروں کے تراجم میں ''دھوپ چھاؤں''، ننگی دھرتی، موصل کا سوداگر اور ماخوذ ناولوں میں ''سلمیٰ'' اور بن باسی دیوی شامل ہیں۔ بچوں کی کوئی دو درجن تصانیف اس کے علاوہ ہیں انہوں نے 22/اپریل 1990ء کو کراچی میں وفات پائی ان کی لاتعداد تصانیف مسودات کی صورت میں ابھی تک تشنہ طباعت ہیں۔

تریاق اٹھراء
مرض اٹھراء کیلئے لاثانی
اور مشہور عالم گولیاں
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ، ربوہ
فون: 047-6211538 فیکس: 047-6212382

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

درستگی نام

(مکرمہ مسعودہ شاہدہ صاحبہ بابت ترکہ مکرم ڈاکٹر قریشی خلیل احمد صاحب)

مکرم جمیل احمد قریشی صاحب نے درخواست دی ہے کہ ان کے نام قطعہ نمبر 13/45-A دارالعلوم وسطی ربوہ برقبہ 13 مرلہ 187 مربع فٹ منتقل کردہ ہے۔ میرے والد محترم قریشی خلیل احمد صاحب، ایک خواب کی بناء پر، مجھے قمرالدین کے نام سے پکارتے تھے اور بچپن میں میرے نام مذکورہ بالا قطعہ خرید کیا تو کمیٹی آبادی میں بھی میرا نام قمرالدین ہی لکھوادیا اور اسی نام سے مذکورہ بالا قطعہ اراضی میرے نام ہے۔ لیکن سرکاری کاغذات میں میرا نام جمیل احمد قریشی ہی درج ہوا ہے، اور اب تمام کاغذات میں میرا یہی نام ہے۔ لہٰذا کمیٹی آبادی میں بھی مذکورہ بالا پلاٹ کے حوالے سے میرا نام قمرالدین کی بجائے درست کر کے جمیل احمد قریشی درج کیا جائے نیز مجھے میرے اصل نام جمیل احمد قریشی کے طور پر والد صاحب کے ورثاء میں بھی شامل کیا جائے۔ کیونکہ مجھے ہی والد صاحب قمرالدین کہا کرتے تھے۔

بذریعہ اخبار ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مذکورہ پلاٹ کے بارے میں نام کی درستگی کے حوالہ سے اگر کسی فریق کو اعتراض ہو تو 30 یوم کے اندر اندر دفتر ہٰذا کو تحریراً مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

درخواست دعا

مکرم عبدالستار بدر صاحب سیکرٹری مال دارالصدر غربی قمر ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری اہلیہ محترمہ سردار بیگم صاحبہ چند دنوں سے علیل ہیں۔ فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں کامل و عاجل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

والدین واقفین نو متوجہ ہوں

ربوہ کے واقفین نو (لڑکوں) کی تیسری سالانہ تقریب آمین منعقد کی جائے گی۔ اس آمین میں ایسے بچے شامل ہوسکیں گے جنہوں نے امسال 28 مئی 2010 تا 5 مئی 2011ء قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کیا ہوگا۔ تمام والدین جن کے بچوں نے امسال پہلی مرتبہ قرآن کریم مکمل کیا ہو وہ اپنے بچوں کے نام، معہ، حوالہ نمبر اپنے محلّہ کے سیکرٹری وقف نو کو 5 مئی سے قبل پہنچادیں تاکہ ان کو تقریب میں شامل کیا جاسکے۔

(سیکرٹری وقف نو لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

خبریں

ججز کی تقرری، نظرثانی کی حکومتی درخواستیں مسترد

سپریم کورٹ کے چار رکنی بنچ نے لاہور اور سندھ ہائی کورٹس کے چھ ایڈیشنل ججوں کی مدت ملازمت میں توسیع کے حوالے سے سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف وفاق کی طرف سے دائر کی جانے والی نظرثانی کی درخواستیں مسترد کردیں۔ عدالت نے حکم دیا کہ ان چھ ججز کی مدت ملازمت میں ایک سال کی توسیع کا نوٹیفکیشن جاری کیا جائے۔ ان ججز میں لاہور ہائیکورٹ کے چار اور سندھ ہائی کورٹ کے دو ججز شامل ہیں۔

بھٹو ریفرنس میں 5 قانونی سوالات شامل کرنے کی منظوری

وفاقی کابینہ نے ذوالفقار علی بھٹو کیس ری اوپن کرنے کیلئے صدارتی ریفرنس میں 5 قانونی سوالات شامل کرنے کی منظوری دیدی ہے۔ اضافہ شدہ صدارتی ریفرنس سپریم کورٹ میں دوبارہ پیش کیا جارہا ہے۔ بابر اعوان نے کہا کہ ریفرنس کا مقصد قانونی تاریخ کو درست کرنا اور فیصلے میں پائے جانے والے نقائص پر غور کرنا ہے۔ ثناء نیوز کے مطابق سوالات عدالتی کارروائی کے دوران ذوالفقار علی بھٹو کو انتقام کا نشانہ بنانے، قانونی سقم اور بنیادی حقوق سے متعلق ہیں۔

بھارت کی پاکستان کو سستی بجلی فراہم کرنے کی پیشکش

وفاقی سیکرٹری تجارت ظفر محمود نے کہا ہے کہ بھارت نے پاکستان کو سستی بجلی فراہم کرنے کی پیشکش کردی۔ پی اے سی کی خصوصی کمیٹی کو انہوں نے بریفنگ دیتے ہوئے بتایا کہ بھارتی پیشکش پر پاکستان بھارت سیکرٹری تجارت سطح کے مذاکرات میں غور کیا جائے گا جو 27 سے 28/اپریل تک ہوں گے۔

ق لیگ نے حکومت میں شمولیت کا حتمی فیصلہ نہیں کیا

ق لیگ کی جانب سے حکومت میں شمولیت کا حتمی فیصلہ نہیں کیا گیا جبکہ حکومت میں شمولیت پر پارٹی میں زبردست اختلافت موجود ہیں۔ اختلاف کرنے والوں کا کہنا ہے کہ اس مرحلہ پر ڈوبتی کشتی میں سوار ہونا خود ہمارے سیاسی کردار پر کئی سوالیہ نشان کھڑے کردے گا۔ لہٰذا اگر فیصلہ مشترکہ اور متفقہ نہ ہوا تو پھر ہم بھی اپنے سیاسی آپشن بروئے کار لائیں گے جس کے باعث یہ امکان نظر آرہا ہے کہ (ق) لیگ بحیثیت جماعت حکومت کا حصہ نہیں بنے گی۔

چین اور پنجاب میں بجلی پیدا کرنے کے معاہدے پر دستخط

تونسہ بیراج سے بجلی پیدا کرنے کے منصوبے کے آغاز کے لئے چین اور پنجاب کے درمیان معاہدے پر دستخط کردیئے گئے۔ چین کے تعاون سے تیار کئے گئے 120 میگاواٹ بجلی کے اس منصوبے پر 26/ارب روپے لاگت آئے گی اور اسے تین برسوں میں مکمل کرلیا جائے گا۔

پنجاب بینک سکینڈل، تحقیقاتی رپورٹ پیش

بینک آف پنجاب قرضہ فراڈ کیس کی تفصیلی تحقیقاتی رپورٹ سپریم کورٹ میں پیش کردی گئی ہے۔ جس کے مطابق بینک سے دراصل 9 ارب کا نہیں بلکہ 77 ارب کا فراڈ کیا گیا ہے۔

پاک امریکہ تعلقات کا خاتمہ خطے کیلئے خطرناک

امریکی فوج کے سربراہ ایڈمرل مائیک مولن نے اعتراف کیا ہے کہ پاک امریکہ تعلقات مشکل دور سے گزر رہے ہیں تاہم کشیدگی کے باوجود دونوں ملکوں کے تعلقات انتہائی ضروری بھی ہیں۔ دونوں ملک سیکیورٹی روابط توڑنے کے متحمل نہیں ہوسکتے۔ خطے کیلئے یہ انتہائی خطرناک ہوگا۔

راحت جان
تبخیر معدہ، گیس کی مفید مجرب دوا
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

ضرورت ہے
شعبہ دواسازی میں چند میٹرک پاس کارکنان کی ضرورت ہے
خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ
047-6211538

Dealer of Gul Ahmed, Firdous & Classic Lawn
صاحب جی فیبرکس ربوہ
0092-47-6212310

خالص سونے کے حسین زیورات
منور جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ 047-6211883
پروپرائٹر: میاں منور احمد قمر 0321-7709883

بال اگیں دوبارہ۔ صحت مند توانا، بال گرنا بند
Sam Son ہیئر آئل
مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کا نسخہ
دستیاب
خان جنرل سٹور اقصیٰ چوک
نیو الکیمسٹس گولبازار ربوہ
تیار کردہ: محبوب احمد راجیکی

ربوہ میں طلوع وغروب 22/اپریل	
طلوع فجر	4:05
طلوع آفتاب	5:30
زوال آفتاب	12:07
غروب آفتاب	6:44

چاند، مریخ کی سطح پر 6 فٹ برف کی تہہ موجود

سائنسدانوں نے دعویٰ کیا ہے کہ چاند اور مریخ کی سطح پر 6 فٹ برف کی تہہ موجود ہے۔ ذرائع ابلاغ کے مطابق سائنسدانوں کی جانب سے کی جانے والی دو حالیہ تحقیقات سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ چاند اور مریخ دونوں سیاروں پر پانی موجود ہے جبکہ مریخ پر موجود حال ہی میں پگھلنے والی برف کی وجہ سے اس کی سطح پر پانی کی نالیوں کے نشانات پائے گئے ہیں۔ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ دمدار ستارے اور شہاب ثاقب اکثر و بیشتر چاند سے ٹکراتے رہتے ہیں اور اس کے ساتھ سورج سے آنے والی ہواؤں کے باعث چاند کے اندھیرے حصے کے گڑھوں میں برف جم گئی ہے۔

(روزنامہ آجکل 17/اپریل 2010ء)

RAO ESTATE
راؤ اسٹیٹ
جائیداد کی خرید وفروخت کا ادارہ
Your Trust and Confidence is our Motto
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 نزد صوفی گھی ایجنسی دارالرحمت شرقی الف ربوہ
آپ کی دعا اور تعاون کے منتظر راؤ خرم ذیشان 0321-7701739 047-6213595

ہر فرد۔ ہر عمر۔ ہر پیچیدگی کا فطری علاج
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹور
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر ایم۔اے
عمر مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ گلی عامر کلر لیب: 0344-7801578

ضرورت سٹاف
میٹرک پاس محنتی لڑکوں کی فوری ضرورت میل نرس کو ترجیح دی جائیگی
رابطہ: مریم میڈیکل سنٹر یادگار چوک ربوہ
047-6213944,0315-67-5199

FD-10